از عدالتِ عظمیٰ

پرسّنا کمار رائے کرماکر

بنام

سٹیٹ آف ویسٹ بنگال و دیگراں

تاریخ فیصلہ: 26 مارچ، 1996

[این پی سنگھ اور سوہاس سی سین، جسٹس صاحبان]

آئین ہند 1950: آرٹیکل 226۔

عدالت عالیہ-رٹ دائرہ اختیار-مکان مالک اور کرایہ دار کے درمیان نجی تنازعہ-مکان مالک مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت کارروائی شروع کر رہا ہے- بعد ازاں رِٹ دائرہ اختیار کو بروئے کار لانا-پولیس رپورٹ کی بنیاد پر رٹ کا تصفیہ — کرایہ دار کو مناسب سماعت نہیں دی گئی- پولیس رپورٹ کی نقل بھی کرایہ دار کو نہیں دی گئی-عدالت عالیہ کی ہدایت-متنازعہ احاطے سے کرایہ دار کو ہٹانا- قرار پایا کہ،عدالت عالیہ کے ذریعے رٹ کے دائرہ اختیار کا مناسب طریقے سے استعمال نہیں کیا گیا۔

اپیلٹ کورٹ-کے ذریعے منظور کیے گئے احکامات-کا نفاذ۔

قول "عدالت کا کوئی فعل کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا"-کا معنی اور اطلاق۔

ایک مالکِ مکان اور کرایہ دار کے درمیان ایک نجی تنازعہ میں سابق مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 کی دفعہ 144 کے تحت ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی عدالت میں کارروائی شروع کی۔اس کے بعد مکان مالک نے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ کا رخ کیا جس نے اپیل کنندہ کرایہ دار کو نوٹس دیے بغیر ایک عبوری حکم منظور کیا، جس میں پولیس کو اپنی رپورٹ درج کرنے کی ہدایت کی گئی۔مکان مالک کی درخواست بالآخر 30 اگست 1993 کو پولیس رپورٹ کی بنیاد پر نمٹادی گئی۔اس

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

حکم کی بنیاد پر، مکان مالک نے پولیس حکام کی مدد سے کرایہ دار کو اس کے فلیٹ سے بے دخل کر دیا اور قانون کے مطابق مناسب فورم کے سامنے معمول کے مکان مالک کرایہ دار کی کارروائی کا سہارا لیے بغیر کرایہ دار احاطے کا قبضہ واپس حاصل کر لیا۔

اپیلٹ کورٹ نے کرایہ دار کی اپیل کو منظور کر لیا اور 14 اکتوبر 1993 کے اپنے حکم سے رٹ عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا۔ تاہم، اپیلٹ کورٹ کے حکم کی بنیاد پر بھی اپیلنٹ کرایہ دار قبضہ واپس حاصل کرنے کے قابل نہیں تھا۔ اپیلٹ عدالت نے اپنے 14 جنوری 1994 کے حکم کے ذریعے کرایہ دار کی طرف سے دائر کردہ درخواست برائے راحت یہ کہہ کر خارج کر دی کہ اپیل کے فیصلے کے بعد وہ اپنا اختیار مکمل طور پر استعمال کر چکی تھی اور اس معاملے میں مزید کوئی کارروائی کرنے کی مجاز نہیں رہی۔ کرایہ دار نے اس عدالت کے سامنے اپیلوں کو ترجیح دی۔

اپیلوں کو نمٹاتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1. رٹ کورٹ نے ایک نجی تنازعہ میں مداخلت کرتے ہوئے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا تھا۔ اس کے ذریعے رٹ دائرہ اختیار کا دائرہ نظر انداز ہو گیا اور ایک نامناسب اور غیر منصفانہ حکم منظور کر کے ایک غیر معمولی صورتحال پیدا کر دی گئی۔ یہ انتہائی بدقسمتی کی بات تھی کہ عدالت نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت کارروائی میں مداخلت کی جس کی اصل میں سماعت ہو رہی تھی اور عدالت نے قواعد مشروط جاری کیے بغیر اور بغیر کسی مناسب سماعت کے اس طرح کا سخت حکم منظور کیا۔ مکان مالک کرایہ دار کے تنازعہ کو نمٹانے کے لیے قانون سے ناواقف طریقہ کار اپنایا گیا۔

موہن پانڈے و دیگر بنام اوشارانی راجگریہ و دیگراں، اے آئی آر (1993) ایس سی 1225 کا حوالہ دیا گیا۔

2. رٹ عدالت کے ذریعے منظور کردہ حکم کے نتیجے میں اپیل کنندہ کو پولیس نے بے دخل کر دیا تھا۔ چونکہ ایک غلط حکم کے ذریعے اپیل کنندہ کو متنازعہ احاطے کے قبضے سے بے دخل کر دیا گیا تھا، اس لیے ٹرائل کورٹ کے حکم

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کو پلٹانے کے بعد اپیل کورٹ کا فرض تھا کہ وہ اپیل کنندہ کو دوبارہ قبضے میں بحال کرے: بصورت دیگر، اپیل میں کامیاب ہونے کے بعد بھی، اپیل کنندہ عدالت کے ذریعے منظور کردہ حکم کے نتیجے میں بغیر داد رسائی اور قبضے سے باہر رہے گا: عدالت کا کوئی فعل کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا- عدالت کا ایک ایکٹ کسی شخص کو جانبداری نہیں کرے گا۔لہذا، 14 جنوری 1994 کو اپیل عدالت کی طرف سے منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور کیس کو اپیل عدالت میں واپس بھیج دیا جاتا ہے جو اس بات کی تحقیقات کرے گی کہ آیا اپیل کنندہ کو حقیقت میں قبضے سے بے دخل کیا گیا تھا اور اگر ایسا ہو تو اسے متنازعہ جگہ کے قبضے میں بحال کر دیا جائے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 5099-5100، سال 1996۔

اپیل نمبر ندارد، سال 1993 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 14.10.93 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اشوک سین اور بیجن کمار گھوش۔

جواب دہندہ نمبر 1-3 کے لیے اے کے گنگولی، سومناتھ مکھرجی، اویجیت بھٹاچاریہ، مس سرلا چندر، (این پی)۔

عدالت کا فیصلہ سین، جسٹس نے سنایا۔

خصوصی اجازت دی گئی۔

یہ ایک غیر معمولی معاملہ ہے۔ مکان مالک اور کرایہ دار کے درمیان ایک نجی تنازعہ رٹ دائرہ اختیار میں اٹھایا گیا اور لازمی احکامات جاری کیے گئے جس میں ریاست اور پولیس حکام کو ہدایت کی گئی کہ وہ رٹ درخواست گزار (مکان مالک) کو متنازعہ احاطے میں داخل ہونے اور جانے کی اجازت دیں۔ اس حکم کی بنیاد پر مالکِ مکان نے پولیس حکام کی مدد سے کرایہ دار کو اس کے فلیٹ سے بے دخل کر دیا۔ دوسرے الفاظ میں، مالک مکان کرایہ دار اور مالک مکان کے معاملات سے متعلق معمول کی قانونی کارروائی کے بغیر، مقررہ فورم کے سامنے قانون کے مطابق کرایہ پر دی گئی جگہ کا قبضہ واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی عدالت میں مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت کارروائی شروع کرنے کے بعد، مکان مالک نے اپنے آئینی رٹ کے دائرہ اختیار کے تحت عدالت عالیہ کا رخ کیا۔ شیامل کمار سین جسٹس نے 13 اگست 1993 کو ایک حکم جاری کیا جس میں موچیپارا پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کو 26 جولائی 1993 کی شکایت کی تحقیقات کرنے اور 19 اگست 1993 کو رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی گئی۔ یہ کرایہ دار کو بغیر کسی نوٹس کے ایک یک یکطرفہ حکم تھا۔ 30 اگست 1993 کو رٹ پٹیشن کو بالآخر پولیس رپورٹ کی بنیاد پر نمٹا دیا گیا۔ یہ الزام لگایا گیا کہ رابن رائے اور اس کے بھائی گووندا رائے نے پہلی منزل اور احاطے کے دوسرے حصے پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا جو رابن رائے کو نہیں دیا گیا تھا۔ پولیس حکام کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ مکان مالک کے متنازعہ فلیٹ میں آنے اور جانے میں کرایہ دار کی مداخلت نہ ہو۔ اگر ضروری ہو تو پولیس حکام کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس طرح کے آزادانہ اخراج اور داخلے میں رکاوٹ کو دور کریں۔ موچیپارا پولیس اسٹیشن کے انچارج سمیت تمام فریقوں کو حکم کے مختصر روئداد کی دستخط شدہ نقل پر کارروائی کرنے کی ہدایت کی گئی۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت کارروائی کیسے ختم ہوئی۔ لیکن، رٹ کورٹ کے حکم کے نتیجے میں، پولیس نے کرایہ دار کو متنازعہ احاطے سے بے دخل کر دیا اور مالکِ مکان پولیس کی مدد سے فوری طور پر قبضہ دوبارہ شروع کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

عدالت کے رٹ دائرہ اختیار کے دائرہ کار کو ماہر جج نے نظر انداز کر دیا اور تین ہفتوں سے بھی کم عرصے میں بغیر کسی بیان حلفی کے منظور کیے گئے نامناسب اور غیر منصفانہ حکم کی وجہ سے ایک غیر معمولی صورتحال پیدا ہو گئی۔ 13 اگست 1993 اور 30 اگست 1993 کے درمیان ایک رٹ پٹیشن دائر کی گئی، سماعت کے لیے لی گئی اور آخر کار نمٹا دی گئی۔ ایک کرایہ دار کو پولیس کی مدد سے متنازعہ احاطے سے نکالا گیا۔ جواب دہندگان کو کوئی مناسب سماعت نہیں دی گئی۔ پولیس رپورٹ کی کاپی جواب دہندگان کو نہیں دی گئی۔ ریاست کو بھی حلف نامے داخل کرنے کی کوئی ہدایت نہیں دی گئی۔ قانون کے مطابق ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی عدالت میں کارروائی جاری رکھنے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ یہ انتہائی بدقسمتی کی بات تھی کہ عدالت نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت کارروائی میں مداخلت کی جس کی اصل میں سماعت ہو رہی تھی اور عدالت کی طرف سے اس نوعیت کا سخت حکم اس طرح سے بغیر کوئی قاعدہ نسی جاری کیے اور بغیر کسی

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مناسب سماعت کے منظور کیا گیا۔ مکان مالک کرایہ دار کے تنازعہ کو نمٹانے کے لیے قانون سے ناواقف طریقہ کار اپنایا گیا۔

اس کے بعد جو ہوا وہ بھی اپیل گزار کے لیے بہت بدقسمت تھا۔ اپیل کورٹ نے 14 اکتوبر 1993 کو مندرجہ ذیل حکم جاری کیا:

"عزت مآب اے ایم بھٹاچارجی، چیف جسٹس

اور

عزت مآب جسٹس این کے بٹابیال۔

14 اکتوبر 1993

پرسانا کمار رائے کرماکر

بنام

سٹیٹ آف ویسٹ بنگال و دیگراں

عدالت نے فریقین کے لیے فاضل وکلاء کو سنا ہے۔ یہ خالصتاً نجی فریقین کے درمیان ایک نجی تنازعہ ہے۔ ہم خاص طور پر موہن پانڈے و دیگر بنام اوشا رانی راجگریہ و دیگراں، اے آئی آر (1993) ایس سی 1225 میں رپورٹ کردہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے پیش نظر مکمل طور پر مطمئن ہیں کہ اس اپیل کو جنم دینے والی رٹ پٹیشن پر غور نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ اس طرح، ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور اپیل کے تحت حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔

تمام فریقین معمول کے مطابق اس حکم کے مختصر روئداد کی دستخط شدہ نقل پر عمل کریں۔"

تاہم، اس حکم نے اپیل کنندہ کو قبضہ واپس حاصل کرنے کے قابل نہیں بنایا۔ اپیل کورٹ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ رٹ کورٹ نے خالصتاً نجی تنازعہ میں مداخلت کی تھی اور اس کے حکم کے نتیجے میں اپیل کنندہ کو پولیس نے بے دخل کر دیا تھا۔

اس لیے ضروری راحت کے لیے اپیل کورٹ میں مزید درخواست دائر کی گئی۔ 14 جنوری 1994 کو اپیل کورٹ نے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا:

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document

"اپیل پہلے ہی نمٹائی جا چکی ہے، اور اسی کے مطابق ہم اپنا اختیار مکمل طور پر استعمال کر چکے ہیں اور مزید کارروائی کے مجاز نہیں رہے ۔اس لیے اس درخواست پر مزید غور نہیں کیا جا سکتا اور اسے خارج کر دیا جاتا ہے۔"

اپیل کورٹ کی طرف سے 14 اکتوبر 1993 اور 14 جنوری 1994 کو منظور کیے گئے دو احکامات نے اپیل گزار کو کوئی راحت نہیں دی، حالانکہ اس کی اپیل کی اجازت دی گئی تھی اور اپیل کے تحت حکم کو کالعدم قرار دے دیا گیا تھا۔ اپیل کورٹ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ اپیل کنندہ، جسے رٹ کورٹ کے حکم سے بے دخل کر دیا گیا تھا، کورٹ کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے بعد دوبارہ قبضے میں لینا پڑا۔

اپیل کورٹ کی طرف سے 14 اکتوبر 1993 اور 14 جنوری 1994 کو منظور کیے گئے مذکورہ بالا دو احکامات کے خلاف خصوصی اجازت کی درخواست دائر کی گئی تھی۔ یہاں یہ ذکر کیا جا سکتا ہے کہ خصوصی اجازت کی درخواست کو کوتاہی کے لیے خارج کر دیا گیا تھا، لیکن بعد میں اپیل کنندہ کی طرف سے کی گئی درخواست پر اسے بحال کر دیا گیا۔ جواب دہندگان کی جانب سے پیش ہوئے مسٹر گنگولی نے منظور کیے گئے غیر معمولی اور غیر منصفانہ ایک طرفہ احکامات کا جواز پیش کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ درحقیقت، انہوں نے منصفانہ طور پر اعتراف کیا کہ رٹ کورٹ نے ایک نجی تنازعہ میں مداخلت کرتے ہوئے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا تھا۔ انہوں نے اس تجویز پر بھی سنجیدگی سے اعتراض نہیں کیا کہ چونکہ ایک غلط حکم سے اپیل کنندہ کو متنازعہ احاطے کے قبضے سے بے دخل کر دیا گیا تھا، لہٰذا ٹرائل کورٹ کے حکم کو الٹ دینے کے بعد اپیل کورٹ کا فرض تھا کہ وہ اپیل کنندہ کو دوبارہ قبضے میں لائے۔ اگر اپیل کنندہ کو اس حکم کے مطابق پولیس کی مدد سے متنازعہ احاطے سے نکال دیا گیا تھا جسے الگ کر دیا گیا تھا، تو اگر ضروری ہو تو قبضہ پولیس کی مدد سے اسے واپس کر دیا جانا چاہیے تھا۔ بصورت دیگر، اپیل میں کامیاب ہونے کے بعد بھی، اپیل کنندہ ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کے نتیجے میں بغیر دادرسائی اور قبضے سے باہر رہے گا۔ عدالت کا کوئی فعل کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا- عدالت کا ایک عمل کسی شخص کو جانبداری نہیں دے گا۔ اپیل کورٹ کا فرض تھا کہ وہ 30 اگست 1993 کو حکم کی منظوری سے پہلے کی صورتحال کو بحال کرے۔

تاہم، مسٹر گنگولی نے دعویٰ کیا ہے کہ اپیل اپیل گزار کے نام زائد کی جارہی ہے، جواب کوئی دلچسپی رکھنے والا فریق نہیں ہے۔ اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہوئے مسٹر سین نے اس تجویز کو

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سنجیدگی سے خارج کر دیا ہے۔ ہم اس مرحلے پر اس تنازعہ میں جانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر اپیل کنندہ کو عدالتی حکم کے ذریعے بے دخل کر دیا گیا ہے جسے اپیل کی عدالت نے الٹ دیا ہے، جیسا کہ اس معاملے میں موقف ہے، تو اس کا قبضہ بحال کیا جانا چاہیے۔

مذکورہ بالا کے پیش نظر، اپیل کورٹ کی طرف سے 14 جنوری 1994 کو منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے اور ہم کیس کو اپیل کورٹ میں واپس بھیج دیتے ہیں۔ اپیل عدالت اس تفتیش کی ہدایت دے گی کہ آیا پرسنا کمار رائے کرما کر وہ شخص تھا جسے اصل میں 30.8.1993 پر منظور کردہ حکم کے زور پر قبضے سے بے دخل کیا گیا تھا اور اگر ایسا ہے تو، پرسنا کمار رائے کرما کر کو متنازعہ احاطے کے قبضے میں واپس کر دیں۔ کوئی بھی حکم منظور کرنے سے پہلے عدالت کو اپیل کنندہ پرسانا کمار رائے کرما کر کی حقیقی شناخت اور خواہش کے بارے میں خود کو مطمئن کرنا چاہیے۔ اگر ضروری ہوا تو عدالت پرسانا کمار رائے کرما کر کو ذاتی طور پر عدالت میں پیش ہونے کی ہدایت دے گی۔

اپیل کورٹ حقائق کا پتہ لگانے اور قانون کے مطابق انصاف کے مفاد میں اس طرح کا حکم جاری کرنے کے لیے آزاد ہوگی جو وہ مناسب سمجھے۔ مدعا علیہان، جو اس معاملے میں رٹ درخواست گزار تھے، اپیل گزار کو 1,000 روپے کی لاگت مشخصہ کریں گے۔

اپیل نمٹادی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document